

## رسائل وسائل

### انقلابی تبدیلی کے لیے فرد کا کردار

سوال: ملکی معاملات میں حکومت کا کردار فیصلہ کرن ہوتا ہے۔ اگر حکومت ملک کو ایک اسلامی فلاجی مملکت بنانے کے لیے کردار ادا نہ کر رہی ہو اور مخلص اور دیانت دار قیادت بھی میسر نہ ہو، جب کہ سوسائٹی میں ایسے روپوں کا سامنا بھی ہو جو دین سے لائق ہوں، تو ایک عام آدمی اصلاح معاشرہ اور حقیقی اسلامی ریاست کے قیام کے لیے انفرادی اور اجتماعی طور پر کیا کردار ادا کر سکتا ہے؟ رہنمائی فرمائیں۔

جواب: آپ نے اپنے سوال میں جس تلمذ حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے وہ پاکستان تک محدود نہیں ہے، بلکہ اکثر مسلم ممالک میں حکومت ایسے افراد کے قبضے میں ہے جو اسے اپنی میراث سمجھتے ہیں اور عموماً آمریت اور سیکولر طرز حکومت کے دل دادہ ہیں۔ ظاہر ہے ایسی حکومتوں سے یہ توقع کرنا کہ وہ اسلامی فلاجی ریاست کے قیام کا خیر مقدم کریں گی یا تحریکاتِ اسلامی کی راہ میں رکاوٹ کھڑی نہیں کریں گی، ایک غیر حقیقت پسندانہ بات ہو گی۔ ان حکومتوں کی کوشش تو یہی رہتی ہے کہ نظام تعلیم ہو یا نظامِ معمیشت و معاشرت، ہر ہر شعبۂ حیات میں وہ مغرب کی اندری نقای رکیں تاکہ انھیں روشنِ خیال اور اعتزال پسند سمجھا جائے۔ ان حکومتوں کی پالیسیوں کا مقصد مغرب کی غلامی کو محکم کرنا اور اسلامی فکر کھنے والی جماعتیں کے کام میں مشکلات پیدا کرنا ہی رہا ہے۔ ایسے حالات میں آپ کا یہ سوال کہ ایک عام شخص اصلاح معاشرہ اور حقیقی اسلامی ریاست کے قیام کے لیے کیا کر سکتا ہے، ایک بہت عملی سوال ہے۔ اس سلسلے میں پہلی بات تو یہ غور طلب ہے کہ اگر معاشرے میں حکمران طبقے اور با اثر افراد میں اخراج نفوذ کر گیا ہو تو کیا انفرادی کوشش حقیقتاً

مطلوبہ نتائج اور تبدیلی پیدا کر سکتی ہے، یا ایسے نامساعد حالات میں زمانے کی فضا سے اختلاف رکھنے والے افراد اپنے گھروں میں معاشرے سے کٹ کر تھائی میں اپنے رب کا ذکر اور طاغوتی قوتوں کی بر بادی کے لیے دعا کرتے رہیں اور معاشرے کو لادینی عناصر کی تخت و تاراج کے لیے خالی چھوڑ دیا جائے۔

حق و باطل کی یہ کشمکش ہمارے اس دور ہی میں نہیں تاریخ کے ہر دور میں رہی ہے اور اسلامی قوتوں نے بظاہر قلتِ تعداد کے باوجود اللہ تعالیٰ کی نصرت اور اپنے خلوص اور استقامت کی بناء پر آگے بڑھ کر باطل قوتوں کا مقابلہ کیا ہے۔ اپنے مخلص بندوں کے حوالے سے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ وہ راوی حق میں نکلنے والوں کی قلتِ تعداد کے باوجود انھیں اپنے سے کئی گناہ زیادہ حزبِ مخالف پر برتری عطا فرماتا ہے: ”اے نبی! مونمنوں کو جنگ پر ابھاروا گرتم میں سے ۲۰ آدمی صابر ہوں تو وہ ۲۰۰ پر غالب آئیں گے اور اگر ۱۰۰ آدمی ایسے ہوں تو منکرین حق میں سے ہزار آدمیوں پر بھاری رہیں گے..... (الانفال: ۸: ۶۵)۔ گویا جب بھی نظامِ حق کے قیام کے لیے منظم جدوجہد کی جائے گی اللہ تعالیٰ کی نصرت اور تائید غیری سے اہل حق کی کم تعداد دشمن دین کے بظاہر زیادہ قوی، ساز و سامان سے لیس لٹکر پر غالب ہو گی۔ البتہ اولین شرط ان کا مومن اور صابر ہونا ہے۔

ایک مسلم اور مومن ایسے حالات میں بھی جب ابلاغی عامہ عرب یا نیت اور اخلاق دشمن فضا پیدا کرنے میں مصروف ہو اور حکمران مغرب کی وہنی اور مالی غلامی پر فخر کرتے ہوں اور اس غلامی کو اپنے لیے وجہ نجات تصور کرتے ہوں، نہ تو مایوس ہو سکتا ہے اور نہ صحیح بلاہث میں عقل و هوش کا دامن چھوڑ سکتا ہے۔ اسے قرآن اور خاتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریق کار پر عمل کرنا ہو گا۔ اس طریق کار میں اولین چیز اپنے دل و دماغ کو اس بات پر تمی طور پر مطمئن کرنا شامل ہے کہ وہ قرآن و سنت ہی کو اپنا مآخذ اور ذریعہ قوت سمجھتا ہے اور باطل کی بظاہر کثرت اور یلغار سے نہ خائف ہے اور نہ اس کے آگے ہتھیار ڈالنے یا کسی گوشے میں جا کر اپنے آپ کو بچانے پر آمادہ ہے۔ دوسری بات یہ کہ وہ استقامت اور صبر کے ساتھ، یعنی مسلسل جدوجہد کرنے ہی کو اسوہ انبیا سمجھتا ہے، اس لیے ۲۰، ۲۰ سال جدوجہد کرنے کے باوجود نہ مایوس ہے، نہ دل برداشتہ۔ اس طریق کار میں جو حکمت و برکت ہے، وہ کسی وقت جذباتی فیصلے سے حاصل نہیں ہو سکتی۔

تیسری بات یہ کہ وہ جس حال میں اور جہاں کہیں بھی ہے اسے اپنے جہاد کو جاری رکھنا ہے اور نظام باطل کی کمزوریوں کو واضح کرنے کے ساتھ وہ انسانی اماثلہ تیار کرنا ہے جو آخراً خرکار مثالی اسلامی ریاست کے قیام کے لیے شرط اول کی حیثیت رکھتا ہے۔

اسلامی ریاست کا قیام نہ تو کسی یک شبینہ انقلاب سے ہو سکتا ہے اور نہ کسی جلوس کے مطابق ہے بلکہ اس کے لیے افراد کا کر کی وہ جماعت درکار ہے جو رات کو عبادت گزار ہو اور دن میں باطل محاذی نظام، باطل رسوم و رواج، باطل فکر اور باطل اقتدار کے خلاف عملنا تبدیلی لانے کی جدوجہد میں شامل ہو۔

اسلامی ریاست کی پہلی اینٹ ایک مسلمان گھرانے میں شوہر اور بیوی کا اپنے معاملات میں اسلام کو نافذ کرنا ہے۔ اس کی دوسری اینٹ ان والدین کا اپنی اولاد کو اسلامی تعلیمات کے مطابق عمل پر آمادہ کرنا ہے۔ اس کی تیسری اینٹ اس مسلمان گھرانے کا اپنے طرزِ عمل، اخلاق اور تعاوونا علی البر والتقویٰ اور امر بالمعروف کے ثابت اصولوں کی مدد سے اپنے محلے کے افراد کے مسائل کے حل کرنے میں ان کا ہاتھ بٹانا ہے۔ اس کی چوتھی اینٹ نہ صرف محلہ بلکہ ملک میں ہونے والی نظام اسلامی کے قیام کی جدوجہد میں جس سطح پر بھی ممکن ہو، قلم سے، مال سے، جسم و جان سے اپنا حصہ ادا کرنا ہے۔

گویا مثالی اسلامی ریاست اچانک کسی غیری اعلان سے نافذ نہیں ہوگی بلکہ افراد کا رکورڈ اور خصوصاً ان لوگوں کو جو اپنے آپ کو تحریک کا ہم خیال سمجھتے ہیں، آگے بڑھ کر بتدریج لیکن مستقل مزاجی یا صبر کے ساتھ اس کام کو اپنے ہاتھ میں لینا ہوگا۔ قرآن کریم نے اس بات کو سورہ رعد میں بطور ایک اصول کے واضح طور پر ہمارے سامنے رکھ دیا ہے:

إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِالْأَرْضِ حَتَّى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ<sup>١٣</sup> (الرعد: ١٣)

حقیقت یہ ہے کہ اللہ کسی قوم کے حال کو نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنے اوصاف کو نہیں بدل دیتی۔

لہذا اگر صاحب اقتدار نوں چور ہو، ملک کا بدخواہ ہو، بیرونی طاقتوں کا غلام ہو، مفاد پرست ہو تو محض اس بات کا اظہار کر کے دل کی بھڑاس نکالنا کافی نہیں ہو سکتا۔ قوم کو اللہ کی بندگی کے

راتے پر اس کے احکام پر عمل کرتے ہوئے، دباؤ اور لائق کے باوجود کسی مقاہمت اور وقتی طور پر باطل کا ساتھ دیے بغیر اپنے موقف کو دلیری اور اعتماد کے ساتھ صرف اور صرف قرآن و سنت کے مطابق اختیار کرنا ہوگا۔ جب قوم اپنے اوصاف کو تبدیل کرے گی تو قلتِ تعداد کے باوجود فتح یا ب ہو گی اور باطل لرز کر اور خائف ہو کر یا تو میدان چھوڑے گا یا مقابلے پر آنے کے بعد نکلت کھائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے ابدی اور آفتابی اصول ہر دور میں ہر مقام پر یکساں ہیں۔ ہمارے لیے کوئی الگ شریعت نہیں آئے گی۔

ہمیں مثالی اسلامی معاشرے اور ریاست کے قیام کے لیے اپنے گھر میں چھوٹے پیمانے پر اُس ریاست کو، اپنے محلے میں چھوٹے پیمانے پر اس ماحول کو، اور آخر کار اپنے ملک میں وسیع تر پیمانے پر ان اصولوں کو بتدریج نافذ کرنا ہوگا۔ یہ طریق کاروہی ہے جو خاتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ اور مدینہ میں اولین جماعتِ مجاہدین میں عملًا نافذ فرمایا۔

یہی وہ طریق کارہے جو تحریکاتِ اسلامی نے اختیار کرنا چاہا ہے اور اسی کو اختیار کرنے کے بعد ہم پاکستان میں ان شاء اللہ ایک مثالی ریاست قائم کریں گے۔ اس اعتماد کے ساتھ ربِ کریم سے استعانت مانگنے کے ساتھ اصل کرنے کا کام ایسے افراد کارکی تیاری ہے جو ایمان، صبر و استقامت، حکمت دینی اور تفقہ فی الدین سے آ راستہ ہوں۔

میں سمجھتا ہوں کہ تبدیلی اقتدار میں ایک عام شہری کلیدی کردار ادا کرتا ہے لیکن اس کردار کے ادا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ عام شہری کو حالات کا صحیح شعور و آگئی ہو، اور ہمارے اہل علم اور واسیں ور ملک کے معاملات کا تجزیہ ایک عام شہری کے لیے قابل فہم زبان میں پیش کریں اور بجائے نا امیدی کے ان میں اعتماد، امید اور مستقبل کے روشن ہونے کے احساس کے ساتھ افراد اور نظام کی تبدیلی کے لیے ایک لائچ عمل بھی پیش کریں۔

پریشان کن حالات میں تحریکِ اسلامی کی قیادت اور اس کے ہر کارکن پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ نعروں، بیانات اور قرار و ادلوں سے آگے نکل کر ملک گیر پیمانے پر عوامی مسائل کے حل کے لیے بستی بستی جا کر اپنے منشور اور اپنے track record کو عام شہری کے علم میں لا کیں تاکہ افراد گی، نا امیدی، غصہ اور نفرت کی جگہ مستقبل کے بارے میں پر امید رویہ اور عوامی مہم کے ذریعے

ناہلوں کی جگہ اللہ کا خوف رکھنے والے افراد کو قیادت پر لا جائے سکے۔ ایک عام شہری اپنے گھروالوں، محلے والوں اور شہروالوں کو نہ صرف حالات سے آمادہ کر سکتا ہے بلکہ انھیں منظم، پُران اور اجتماعی جدوجہد پر بھی آمادہ کر سکتا ہے۔

آج جو حالات پاکستان میں پائے جاتے ہیں ان میں ہر باشمور شہری تفکر اور پریشان ہے۔ اگر اس فکر و پریشانی کا کوئی ثابت حل پیش نہ کیا گیا تو یہ ما بیوی میں تبدیل ہو گی اور ما بیوی عموماً شدت پسندی کو جنم دیتی ہے۔ تحریکات اسلامی کا فرض منصبی بھی ہے کہ وہ پُران جدوجہد اور فکری، عملی اور اجتماعی اصلاح کے ذریعے تبدیلی قیادت و امامت کو اپنے اہداف میں شامل کریں، اور حقائق پر مبنی منصوبہ بندی کے ذریعے اپنی افرادی قوت کو ان بے شمار شہریوں سے تبادلہ خیالات کرنے کے بعد انھیں ساتھ لے کر ملک گیر کیا نے پر اصلاح کی تحریک کے ذریعے اسلامی ریاست کے قیام کی راہ کو ہموار کریں۔ (ڈاکٹر انیس احمد)

## البلاغ ٹrust بلڈنگ فنڈ

ہمارے جو قارئین ترجمان القرآن کے دفاتر کی تعمیر کے لیے اس فنڈ میں حصہ لے چکے ہیں، ان کے ہم شکر گزار ہیں۔ ان کے تعاون سے ۳۷ لاکھ روپے جمع ہو چکے ہیں۔ لیکن یقیناً ابھی بہت سے ایسے قارئین ہیں جنہوں نے اس میں شریک ہونے کا ارادہ تو کیا ہے، لیکن اپنے ارادے پر عمل نہیں کر سکے ہیں۔ نئے سال کا آغاز ہے، اب کر لیں۔

ان شاء اللہ جلد عی تعمیر کا آغاز کریں گے۔

اگر آپ اس صدقہ جاریہ میں شرکت کے لیے ایک ہزار روپے کی استطاعت رکھتے ہیں تو آگے بڑھیے، احباب کو بھی توجہ دلائیے۔

☆ کراچی میں ادارہ نورِ حق اور لاہور میں اچھرہ اور منصورہ کے دفاتر میں نقد رقوم مجمع کروائی جاسکتی ہیں۔